# ازواجِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا تعارف اور ان کے خصائل و کمالات

# Introduction of Umar Farooq's (R.A) Spouses and their Virtues and Outstanding Traits

**Dr. Abdul Raouf Usmani**
*Visiting Lecturer, Sheikh Zayed Islamic Centre,*
*University of the Punjab, Lahore.*
*Email: qaziusmani33@gmail.com*
**Muhammad Sanaullah**
*Teacher Jamia Zakaria Battagram,*
*Visiting lecturer Hazara University Battagram Campus*
*Email: sanahazarwi992@gmail.com*
**Dr. Muhammad Inamullah**
*Lecturer Islamic Studies,*
*Abbottabad University of Science and Technology Abbottabad*
*Email: inam@aust.edu.pk*

**Abstract**

The Companions of the Messenger of Allah (R.A) are those pure beings who had the greatest opportunity to be in the company of the Messenger of Allah (PBUH), whose glory is mentioned many times in the Qur'an and Hadiths. These companions (R.A) made many sacrifices in every field of life for the propagation of religion and the promotion of Truth. Their collective and individual character is a model for all Muslims of coming ages. Muslims live their lives according to the orders of Allah and His Messenger (PBUH).

In Islam, men and women have equal status and there is no doubt that like the Sahaba (R.A), the biography of the Sahabiyat (R.A) also lays down the principles of guidance and direction for the Muslim Ummah. Mentions of Companions male and female are the cause of growth and maturity in the faith of Muslims. Their way of life is a guiding light for the periods to come. In this article Virtues and Outstanding Traits of the spouses of Umar Farooq's (R.A) will be discussed in detail.

**Keywords:** Companions, Patience, Ibadat, Piety, Umar Farooq

سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی خارجی زندگی سے امتِ مسلمہ باخوبی واقف ہے۔ اب جبکہ مذکورہ مضمون میں ان کی خاندگی زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ کو اپنی ازواج اور اولاد عزیز تھی، لیکن آپ نے اس محبت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے درمیان حائل نہیں ہونے دیتے تھے۔ اسلام سے قبل جیسا کہ کتابوں میں مرقوم ہے، عورتوں کو کوئی خاص اہمیت معاشرہ میں نہیں دی جاتی تھی۔ چنانچہ سیدنا عمرؓ بھی اسلام سے قبل میں کچھ زیادہ اہمیت عورتوں کو نہیں

دیتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب قرآن حکیم نازل ہوا اور اس میں عورتوں کا ذکر آیا تو ہم سمجھے کہ عورتیں بھی کوئی چیز ہیں اس سے قبل ہم ان کو اپنے معاملات میں بالکل دخل نہیں دینے دیتے تھے۔(1)

**اسلام اور قبل از اسلام:**

آپؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آٹھ بیویاں کا سیرت کی مختلف کتب میں تذکرہ ملتا ہے۔

**1۔ حضرت عاتکہ بنت زیدؓ**

عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل القرشیۃ العدویہ۔

اس کی والدہ کا نام ام کریز بنت الحضرمی تھا۔ اور الحضرمی کا نام عبد اللہ بن عمار بن مالک تھا، عاتکہؓ کے خالو مشہور و معروف صحابی العلاء بن الحضرمی تھے۔ اور اس کی خالہ الصعبہ بنت الحضرمی تھی۔ یہ طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ تھی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اور عاتکہ کا بھائی سعید بن زیدؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھا۔(2)

حضرت عاتکہؓ کا پہلا نکاح عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے ہوا تھا ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا۔

**فضائل و کمالات:**

حضرت عمرؓ کے نزدیک عاتکہ کا بہت مقام تھا وہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ بھی ان کے علم، زہد اور تقویٰ سے مستفیض ہوئیں۔ حضرت عمرؓ کو اپنی یہ بیوی بہت پسند تھی اور وہ بھی ان سے نہایت قدر اور اپنایت کے انداز میں پیش آتیں۔

امام احمد بن حنبل کتاب الزہد میں اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت عمر کے پاس بحرین سے کستوری اور عنبر آئے۔ عمر نے کہا میری دلی خواہش ہے کہ کوئی اچھا وزن کرنے والی خاتون اس خوشبو کا وزن کرے تا کہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر سکوں اس کی بیوی عاتکہ بنت زید عمرو بن نفیل نے کہا میں اچھا وزن کرنا جانتی ہوں یہ خدمت میرے سپرد کریں۔

آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس میں کچھ خوشبو اپنی گردن کو لگا لو گی اس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہو گی۔(3)

اس طرح اس کی زندگی حضرت عمرؓ کے ساتھ عدل، زہد، عبادت اور قربانی کے جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے گزری۔ یہ صفات اس میں دن بدن بڑھتی ہی چلی گئیں۔

عاتکہ حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضر ہوتیں۔ جب وہ اسے مسجد جانے کی اجازت دیتے، جب وہ مسجد جانے کی اجازت طلب کرتی تو فرماتے آپ جانتی ہیں کہ تمہارے گھر رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ وہ کہتی میں آپ سے مسجد جانے کی اجازت طلب کرتی رہوں گی۔

جب وہ اجازت طلب کرتیں حضرت عمر اسے روکتے نہیں تھے۔ جب حضرت عمر کو خنجر لگا اور آپ شہید ہوئے۔ اس وقت یہ بھی مسجد میں موجود تھی۔

اس موقع پر انہوں نے اشعار پڑھے۔

عين جودي بعبرة و نحيب

لا تملي على الامام النجيب

قل لاهل الضراء والبوس موتوا

قد سقته المنون كاس شعوب (4)

"اے آنکھ آنسوؤں اور گریہ زاری کی سخاوت کر۔ شریف امام کے نم کے اظہار میں اکتاہٹ محسوس نہ کر۔ جنگجولوں جو لوگوں سے کہے کہ تم مرجاؤ۔ موت نے اسے شعوب کا پیالہ پلا دیا"۔

رئوف على الأدنى غليظ على العدى

اخي لقه في النائبات مجيب

متى ما يقل لا يكذب القول فعله

سريع الى الخيرات غير قطوب (5)

"اور فیروز دیلمی نے مجھے دکھ درد دیا اور ایسے شخص پر سخت وار کیا جو روشن چہرے والا، قرآن پڑھنے والا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ جو کمزور سے شفقت سے پیش آنے والا دشمن کے خلاف سخت جو مصائب میں ثابت قدم رہنے والا اور بات ماننے والا تھا۔ جب بھی وہ کوئی بات کہتا تو اس کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ ہوتا۔ خیرات میں جلدی کرنے والا اور ترش روئی سے پیش آنے والا نہیں تھا"۔

حضرت عمرؓ کے غم میں جو اس نے خوبصورت مرثیہ کے شعر کہے ان کا خلاصہ یہ ہے:

"وہ کون ہے جس کے دل پر غم ٹوٹ پڑے۔ اور اس کی آنکھ کو طویل بیداری نے چھوٹا کر دیا۔ وہ جسم جسے کفن میں لپیٹ دیا گیا۔ اللہ کی اس جسم پر رحمت ہو۔ اس میں تکلیف پہنچی ہے ایک مقروض غلام کو جس کے پاس اللہ نے کچھ نہ چھوڑا تاکہ وہ کنگال چلے"۔

## حضرت زبیر بن عوام سے نکاح

جب سیدنا عمر بن خطابؓ شہید ہو گئے۔ تو اس کے ساتھ رسول اللہ کے حواری حضرت زبیر بن عوامؓ نے شادی کر لی۔ شادی کے موقع پر حضرت عاتکہؓ نے یہ شرط رکھی کہ وہ اسے مارے گا نہیں اور نہ ہی حق کہنے سے روکے گا اور نہ ہی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکے گا۔ زبیر بن عوام کی طبیعت سخت تھی وہ اپنی بیویوں سختی کیا کرتا تھا۔ جب دو شادیوں کے بعد اس کی ملکیت میں آ گئی تو اس نے کہا عاتکہ تم مسجد نہ جایا کرو۔

اس نے کہا اے ابن عوام کیا تیری غیرت کی وجہ سے اس مسجد میں جانا چھوڑ دوں جس میں نبی اکرم ﷺ ابو بکر صدیقؓ اور عمر بن خطابؓ کے زمانے میں جایا کرتی تھی۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں تجھے نہیں روکوں گا۔ جب اس نے نماز فجر کی آذان سنی تو وضو کیا اور باہر چلے گئے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب یہ وہاں سے گذری تو اس نے پیٹھ پر دونوں ہاتھ دے مارے اندھیرے میں پتہ نہ چلا یہ کون ہے اس نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم کون ہو؟ اور انا للہ کہتی ہوئی واپس گھر آ گئی۔ جب زبیر بن عوام مسجد سے گھر آئے تو پوچھا عاتکہ کیا بات ہے آپ مسجد میں نہیں آئی۔ کہنے لگی ابو عبد اللہ کیا بتاؤں اللہ آپ کو رحمت کی پناہ میں رکھے، لوگ بڑے خراب ہو گئے ہیں۔ آج کل تو اندرونی کوٹھڑی میں نماز ادا کرنا گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور بیرونی حجرے کی نسبت گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد وہ گھر سے نہ نکلی گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کرتی تھی۔(6)

حضرت زبیر جب جنگ جمل کے دوران وادی سباغ میں شہید ہوئے۔ عمرو بن جرموز نے ۳۶ کو ان پر کاری وار کیا جس سے یہ جام شہادت نوش کر گئے۔

اب مدینے کے باشندوں میں یہ بات عام ہو گئی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جس کا ارادو شہید ہونے کا ہے وہ عاتکہ بنت زیدؓ سے نکاح کر لے، پہلے عبداللہ بن ابی بڑے اس کی شادی ہوئی وہ قتل کر دیے گئے۔ پھر عمر بن خطاب کے ساتھ شادی ہوئی تو انہیں بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی شادی زبیر بن عوام سے ہوئی وہ بھی قتل ہوئے۔ اور اس نے ان تمام کے غم میں مرثیے کہے۔(7)

**صبر و استقامت**

صحابیاتؓ میں وفاداری کا جوہر بہت زیادہ تھا، اس سلسلے میں تمام صحابیات کا کردار بڑا نفیس اور عمدہ انداز میں سامنے آتا ہے۔ خاص طور پر عاتکہ بنت زید مصائب پر نہایت خوبصورت انداز میں صبر کا مظاہرہ کرنے والی خاتون تھی۔ یکے بعد دیگرے خاوند کی شہادت پر نہایت اور بیانہ اور فصیحانہ انداز میں اشعار پڑھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل کی گہرائی سے یہ غم کے احساسات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

حضرت عاتکہؓ شادی مرثیہ کے نکتہ عروج پر دیکھائی دیتی ہیں لیکن جب اس نے نبی کریم ﷺ کی وفات پر اشعار کہے تو اس نے غم میں ڈوب کر فصاحت و بلاغت کا اسلوب اپناتے ہوئے جادو بیانی کی انتہا کر دی دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والے احساسات کو شعروں کی صورت میں پیش کرنے میں کمال کر دیا۔ وہ کہتی ہیں:

(1) فامست مراكبه اوحشت وقد كان يركبها زينها

(۲) و امست تبكى على سيد تردد عبرتها عينها

(۳) وامست نساوك ما تستفيق من الحزن يعتادها دينها

(۴) و امست شواحب مثل النصا ل قد عطلت وكبالونها

(۵) يعالجن حزنا بعيد الذها ب و في الصدر مكتنع حينها

(۶) هو الفاجل السيد المصطفى على الحق مجتمع دينها

(۷) فكيف حياتي بعد الرسو ل و قد حان من مينة حينها(8)

(۱)اس کی سواریاں خوف زدہ ہو گئیں۔ان پر ان کے آراستہ شہسوار سوار ہوتے تھے۔

(۲)وہ سردار پر رلانے لگیں۔ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔

(۳)تیری بیگمات غم سے ہوش میں نہیں آرہی تھیں۔ان کی نظر نے انہیں اس کا عادی بنادیا تھا۔

(۴)وہ چاقو کے بھالے کی طرح کمزور ہو چکی تھیں۔اور ان کے رنگ پہلے پڑ چکے تھے۔

(۵)وہ غم کا علاج وہاں سے روانگی کی خوشی سے کر رہی ہیں۔اور سینے میں موت کے قرب کا احساس ہے۔

(۶)دو فاضل سردار منتخب ﷺ حق پہ گامزن اور دین حق کے علمبردار

(۷)رسول اللہ ﷺ کے دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد اب میرا جینا کیا جینا ہے اب تو موت کا وقت قریب آیا ہی چاہتا ہے۔

### حضرت عاتکہؓ زوجہ حضرت عمرؓ کی علوم حدیث میں خدمات

حدثنا سفيان عن الزهري عن سالم عن أبيه عن قال قال رسول الله ﷺ امرأة احدكم إلى المسجد فلا يمنعها-(9)

"حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے اجازت دینے سے انکار نہ کرے"۔

حدثنا عبد الأعلى عن معمر عن الزهري عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ إذا استأذنت أحد كم امرأته أن تأتى المسجد دلا يمنعها قال وكانت امرأة عمر بن الخطاب تصلى في المسجد فقال لها إنك لتعلمين ما أحب فقالت والله لا أنتهى حتى تنها ني قال قطعن عمر و إنها لفى المسجد-(10)

"حضرت ابن عمرؓ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے اجازت دینے سے انکار نہ کرے حضرت عمر فاروق کی اہلیہ بھی مسجد میں جا کر نماز پڑھتی تھیں ایک مرتبہ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ آپ جانتی ہو کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے وہ کہنے لگیں کہ جب تک آپ مجھے واضح الفاظ میں منع نہیں کریں گے میں باز نہیں آؤں گی چنانچہ جس وقت حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو وہ مسجد میں موجود تھیں"۔

حضرت عاتکہؓ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مسجد میں باجماعت نماز ادا کر سکتی ہے۔ بشرطیہ کہ کی عورت کی عزت پر کوئی حرف نہ آئے اور فساد کا اندیشہ نہ ہو دوسرا یہ کہ آج کل کی خواتین کو دینی کاموں کے امور میں حصہ لینا چاہیے۔ جیسا کہ دنیاوی امور میں خواتین حصہ لے رہی ہیں۔

**وفات**

حضرت عاتکہ بنت زیدؓ پورے دور خلافت راشدہ میں عبادت گذاری اور تقویٰ شعاری کی خو گر رہی ہیں۔ ۲۰ ہجری میں حضرت عاتکہ نے اپنی دنیاوی زندگی کو خیر باد کہا، اور وہ اپنے رب کی جوار رحمت میں منتقل ہو گئی۔(11)

**2۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا**

ان کا تعلق قریش کی مشہور شاخ بنو مخزوم سے تھا۔ سلسہ نسب یہ ہے: ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ تھا جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔ پہلا نکاح ابو جہل کے بیٹے عکرمہ سے اور دوسرا نکاح خالد بن سعید جبکہ تیسرا نکاح حضرت عمر فاروق سے کیا۔ ان سے حضرت زینب بنت عمر پیدا ہوئی ان کی شادی ان کے چچازاد بھائی زاید بن خطاب سے ہوئی۔

**فضائل و کمالات**

**حضرت ام حکیم کی دربار رسالت میں حاضری**

عکرمہ بن ابو جہل فتح مکہ تک اپنے باپ کی طرح اسلام دشمنی پر تلا رہا۔ فتح عظیم کے موقعے پر یمن بھاگ گیا اس کی اہلیہ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو سرکار دوعالم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عکرمہ کی جان بخشی کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے معاف فرمادیا۔

ادھر حضرت عکرمہ مکہ سے بھاگ کر بحیرہ قلزم کے ساحل پر پہنچے تو یمن جانے والی ایک کشتی تیار کھڑی تھی اس پر بیٹھ گئے۔ کچھ دور جا کر یہ کشتی باد مخالف کی لپیٹ میں آگئی۔ عکرمہ نے لات و عزیٰ کو پکارنا شروع کر دیا۔ ملاحوں نے کہا، یہ اللہ کو پکارنے کا وقت ہے۔ لات و عزیٰ کشتی کو بھنور سے نہیں نکال سکتے۔ یہ بات عکرمہؓ کے دل پر اثر کر گئی۔ حافظ بن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ اس موقع پر عکرمہ نے یہ دعا کی:

"اے اللہ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر اس طوفان نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تو میں خود کو محمد کے سامنے پیش کر دوں گا۔ وہ بڑے رحیم و کریم ہیں (امید ہے) مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیں گے"۔

خدا کی قدرت، کشتی صحیح سلامت اسی جگہ کنارے آگئی جہاں سے چلی تھی، اس اثنا میں حضرت ام حکیمؓ بھی شوہر کی تلاش میں ساحل پر آپہنچی تھیں انہوں نے حضرت عکرمہؓ کو بتایا کہ میں ایک ایسے انسان کے پاس سے آرہی ہوں جو سب سے زیادہ رحیم و شفیق اور صلہ رحم کرنے والے ہیں۔ میں نے ان سے تمہارے لئے امان حاصل کر لی ہے اب میرے ساتھ ان کی خدمت میں چلو۔ عکرمہؓ فوراً مان گئے اور حضرت ام حکیمؓ کے ساتھ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور "مرحبا بالراکب المہاجر" (خوش آمدید اے پردیسی سوار) فرما کر ان کا پر تپاک استقبال کیا۔ حضرت عکرمہؓ نے بیوی (ام حکیمؓ) کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا۔

"اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے میری جان بخشی کر دی ہے"۔

حضور نے فرمایا: "ہاں اس نے سچ کہا ہے تم محفوظ و مامون ہو۔"

عکرمہؓ اس شان و کرم سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسی وقت صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔ اور عہد کیا کہ آئندہ میری دولت اور جان جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف رہے گی۔ اس کے بعد ان کی زندگی میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ جس شدت سے انہوں نے اسلام کی مخالفت کی تھی۔ اب اس سے زیادہ جوش کے ساتھ انہوں نے اسلام کی خدمت کی ۱۱ھ میں حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں فتنہ ارتداد نے سر ابھارا تو انہوں نے اس کے استیصال کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ جب اس فتنہ کا قلع قمع ہو گیا اور مسلمانوں نے شام پر چڑھائی کی تو حضرت عکرمہؓ حضرت ام حکیمؓ کو ساتھ لے کر شام کی مہم پر جانے والے مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ کئی معرکوں میں نہایت جانبازی سے رومیوں کے خلاف جہاد کیا اور بالآخر اجنادین کی لڑائی میں نہایت پامردی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس طرح حضرت ام حکیمؓ عالم غربت میں بیوہ ہو گئیں۔([12])

**شام اور روم کے معرکہ میں شرکت**

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے ساتھ شام کے معرکس میں حصہ لیا اور رومیوں کے خلاف بڑی بہادری سے لڑیں۔([13])

حضرت خالد بن سعیدؓ کی دعوت ولیمہ ادا کی گئی تو ابھی لوگ کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے حملہ کر دیا۔ ایک قوی ہیکل رومی سب سے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو للکار رہا تھا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ تلوار لے کر اس پر جھپٹے اور بہادری سے لڑتے ہوئے اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔([14])

ان کے شوہر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید شہید ہوئے تو حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا جوش و جذبے سے انھیں اپنے کپڑوں کو باندھا اور خیمے کی چوب اکھاڑ کر لڑائی میں شریک ہو گئیں۔ بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملے کرتیں اور اپنی چوب

سے رومیوں کو مار گراتیں۔ اس معرکے میں ان کے ہاتھ سے سات رومی مارے گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہانے یرموک کی خوفناک جنگ میں بھی دوسری خواتین کے ساتھ رومیوں کے خلاف جنگ لڑی تھی۔(15)

**وفات**

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہانے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۴ ہجری میں وفات پائی۔(16)

**3۔ سیدہ جمیلہ بنت ثابت**

جمیلہ دختر ثابت بن ابو الافلح انصاریہ عاصم بن ثابت کی ہمشیرہ اور عمر بن خطاب کی زوجہ تھیں۔ ان کی کنیت ام عاصم تھی۔ عاصم ان کا بیٹا تھا۔ انہوں نے ان کا نام بھائی کے نام پر رکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے سات ہجری میں نکاح کیا ان کے بطن سے عاصم پیدا ہوا۔

**فضائل وکمالات**

حماد بن سلمہ نے عبید اللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے روایت نے کی کہ اس خاتون کا نام عاصیہ تھا۔ جب اسلام لائیں تو حضور ﷺ نے جمیلہ بنادیا۔(17)

حضرت عمرؓ نے ان سے ساتویں سال ہجری میں نکاح کیا اور ان کے بطن سے عاصم پیدا ہوئے۔ بعد میں انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی۔

عن يحيٰ بن سعيد انه قال سمعت القاسم بن محمد يقول كانت عند عمر بن الخطاب امرأة من الأنصار فوالدت له عاصم بن عمر ثم إنه فارقها فجائ عمر قبائ فوجد ابنه عاصما يلعب بفنائ المسجد فأخذ بعضده فوضعه بين يديه على لدابة فادر كته جدة الغلام فنازعته إياه حتى أتيا أبابكر الصديق فقال عمر ابنى وقالت المرأة بنى فقال أبو بكر خل بينها وبينه قال فماراجعه عمر الكلام۔(18)

"یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک انصاری عورت تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہو جس کا نام عاصم بن عمر رکھا تھا پھر حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور مسجد قبامیں آئے وہاں عاصم کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا مسجد کے صحن میں حضرت عمر نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے جانور پر سوار کر لیا لڑکے کی نانی نے یہ دیکھ کر ان سے جھگڑا کیا اور اپنے پاس رکھنے کا مطالبہ کیا پھر دونوں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے کہا میرا بیٹا ہے عورت نے کہا میرا بچہ ہے ابو بکر صدیقؓ نے کہا عمر اسے چھوڑ دو بچہ اس کی نانی کو دے دو۔ حضرت عمرؓ چپ رہے اور کچھ تکرار نہ کی۔"

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر بچہ چھوٹا ہو اور میاں بیوی کے درمیان علیحدگی ہو جائے تو اس صورت میں شعور کی عمر تک اپنی والدہ یا اپنی نانی کے ہاں پرورش پائے گا۔

دوسرا یہ کہ نام کسی عمر میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے اور نام خوبصورت اور بامعنی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا تھا۔

## 4۔ حضرت زینب بنت مظعون

زینبؓ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب۔ کعب بن لوی پر ان کا سلسلہ نسب رسول اکرم ﷺ کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ ان کے تین بھائیوں حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد اللہ بن مظعون اور حضرت قدامہ بن مظعون کا شمار جلیل القدر صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ تینوں سابقین اولین اور اصحاب بدر میں سے ہیں۔(19)

سیدنا حضرت عمرؓ بن خطاب سے نکاح ہوا اور غالباً انہی کے ساتھ (۲ بعث میں) نہایت نامساعد حالات میں شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔

### فضائل و کمالات

### ہجرت

حضرت زینب بنت مظعونؓ نے اپنے جلیل القدر شوہر کے ساتھ ہی ۱۳ بعد بعثت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کا ثبوت حضرت عمر فاروقؓ کی اس روایت سے ملتا ہے جس میں وہ اپنے فرزند حضرت عبد اللہؓ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کو تو ان کے والدین نے اپنے ساتھ لے کر ہجرت کی تھی"۔(20)

فقیہ اسلام حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ، حضرت زینب بنت مظعون ہی کے بطن سے تھے۔

## 5۔ سیدہ ام کلثومؓ دختر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

### نام و نسب

ام کلثوم دختر علی بن ابی طالب جناب فاطمۃ الزہرا ان کی والدہ تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال سے پہلے پیدا ہوئیں۔
ام کلثوم کا نکاح حضرت علیؓ نے عمر فاروقؓ سے انہی کے دور خلافت میں کیا تھا۔

### فضائل و کمالات

### صبر و استقلال

جب حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے ان کا رشتہ مانگا تھا۔ تو حضرت علی نے کہا اچھا سیدہ ام کلثومؓ کو آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ اگر آپ نے اسے راضی کر لیا تو مجھے کوئی عذر نہ ہو گا چنانچہ حضرت علی نے انہیں حضرت عمر کے پاس یہ

کہہ کر بھیجا کہ یہ چادر لے جاؤ اور انہیں دے آؤ۔ جناب ام کلثوم نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں یہ چادر آپ کے لئے لائی ہوں خلیفہ نے کہا مجھے یہ چادر پسند ہے اللہ تجھ سے راضی ہو۔ حضرت علی نے کہا بیٹی وہ تو تمہارے شوہر ہیں اس کے بعد حضرت عمر آئے اور روضے میں جہاں مہاجرین اولین بیٹھا کرتے تھے بیٹھ گئے اور حاضرین سے کہا کہ مجھے مبارک دو انہوں نے پوچھا امیر المومنین! کس بات پر؟ حضرت عمر نے کہا میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قیامت کے دن تمام تعلقات نسب اور سرال کے رشتے ختم ہو جائیں گے مگر میرا تعلق نسب اور سسرال کا رشتہ علی حالہٖ باقی رہے گا مجھے حضور اکرم ﷺ سے تعلق اور نسب تو حاصل تھا میری خواہش تھی کہ خاندان نبوت سے سسرال کا رشتہ بھی قائم ہو جائے۔ چنانچہ ام کلثوم دختر علی المرتضیٰؓ سے نکاح کر کے یہ کمی پوری کر لی ہے۔ حضرت عمر نے ان کا مہر چالیس ہزار درہم مقرر کیا تھا۔([21])

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد عون بن جعفر نے ان سے نکاح کر لیا۔([22])

### فرمانبرداری

عبد الوہاب بن علی بن علی الامین نے ابو الفضل محمد بن ناصر سے انہوں نے خطیب ابو طاہر محمد بن احمد بن ابی العقر سے انہوں نے ابو البرکات احمد بن عبد الواحد بن فضل بن نظیف بن عبد اللہ الفراء سے انہوں نے ابو محمد حسن بن رشیق سے انہوں نے ابو بشر محمد بن احمد بن حماد دولابی سے انہوں نے احمد بن عبد الجبار سے انہوں نے یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحٰق سے انہوں حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کی کہ جب ام کلثوم بیوہ ہو گئیں تو ان کے بھائی حسن اور حسین ان کے پاس آئے اور کہا اے ہماری بہن تو خاندان نبوت میں ماں کی بیٹی ہے جسے حضور اکرم ﷺ نے خاتون جنت کا لقب دیا تھا اگر ابا جان کا بس چلا تو وہ تجھے بوسیدہ رسی پر کسی کے ساتھ بیاہ دیں گے۔ لیکن اگر تیری خواہش ہو کہ تجھے کافی مال ملے تو ایسا ضرور ہو گا۔ ابھی یہ بھائی وہیں بیٹھے تھے کہ حضرت علیؓ ایک عصا کے سہارے وہاں آ گئے۔ بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ کے بیٹو! میں تمہاری قدر و منزلت سے پوری طرح واقف ہوں اور چونکہ حضور اکرم ﷺ نے تم لوگوں سے محبت فرماتے تھے اس لئے میں بھی تمہیں اپنی باقی اولاد سے بہتر جانتا ہوں۔ صاحبزادوں نے سن کر کہا آپ نے درست فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صاحبزادی کی طرف رخ کر کے فرمایا اے میری بیٹی اللہ تعالیٰ نے تیرا اختیار تیرے ہاتھ میں دیا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تو یہ اختیار میرے سپرد کر دے انہوں نے کہا ابا جان! میرا جی بھی انہیں چیزوں کو پسند کرتا ہے جنہیں اور خواتین پسند کرتی ہیں اور میں بھی مال دنیا سے وہ اشیاء حاصل کرنا چاہتی ہوں جو دوسری عورتیں حاصل کرنا چاہتی ہیں اس لئے میں چاہتی ہوں کہ یہ اختیار میرے ہی ہاتھ میں رہے حضرت علیؓ نے فرمایا بیٹی یہ تیری اپنی رائے نہیں بلکہ یہ ان دو اشخاص کی رائے ہے اگر تو

میری بات نہیں مانے گی تو میں ان دونوں سے کبھی نہیں بولوں گا۔ یہ کہا اور اٹھ کر چل دیئے۔ بیٹوں نے ان کے کپڑوں کو پکڑ لیا اور گزارش کی ہم آپ کی جدائی کیسے گوارا کر سکتے ہیں پھر بہن سے کہا کہ ابا جان کی بات مان لو۔ بیٹی رضامند ہو گئی تو حضرت علی نے عون بن جعفر سے نکاح کر دیا وہ ابھی لڑکے ہی تھے پھر بیٹی کو چار ہزار درہم بطور مہر بھیجوا دیئے اور صاحبزادی کو ان کے پاس بھیج دیا۔([23])

**وفات**

ام کلثوم اور ان کا صاحبزادہ زید بن عمر ایک ہی دن فوت ہو گئے۔ جناب زید کی وفات کی وجہ تھی کہ ایک دن بنو عدی کے ایک جھگڑے میں صلح کرانے کے لئے ان کے ہاں گئے رات کے اندھیرے میں کسی شخص نے ان کے سر پر ضرب لگائی جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور وہ گر پڑے اور کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گئے اور ساتھ ہی ان کی والدہ بھی فوت ہو گئیں دونوں کی نماز جنازہ عبد اللہ بن عمر نے پڑھائی جنہیں حسن بن علی نے آگے کر دیا تھا۔([24])

باقی ازواجِ مطہراتؓ کے متعلق سیرت کی کتابوں میں تفصیل موجود نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کا تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

**6۔ قریبہ بنت ابی امیہ المخزومی**

قریبہ بنت ابی امیہ المخزومی حضرت عمرِ فاروقؓ کی بیوی تھیں۔ یہ سیدہ ام سلمہ ام المومنینؓ کی بہن تھیں، لیکن یہ اسلام کی دولت سے محروم رہیں۔ اس لئے آپ نے اسے ٦ ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد طلاق دے دی۔

**7۔ ملیکہ بنت جزول خزاعی**

ملیکہ بنت جرول خزاعی حضرت عمرِ فارقؓ کی بیوی تھیں۔ ان کو ام کلثوم بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی اسلام نہیں لائیں، اس وجہ سے ان کو بھی ٦ ھ میں آپ نے طلاق دے دی۔

**8۔ ساتویں بیوی**

لھیہ نامی خاتون سے حضرت عمر فاروق نے شادی کی تھی۔ ان کے بطن سے عبد الرحمٰن الاوسط یا ابو المجبر پیدا ہوئے۔([25])

**خلاصہ**

یوں تو دنیا میں مناقب و مفاخر اور اوصاف و کمالات کے لحاظ سے ایک سے ایک اعلیٰ شخصیتیں ہو گزری ہیں لیکن تمام کائنات میں افضل البشر بعد الانبیاء خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق کے بعد جو خصوصیات اور فضائل امیر

المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ کو حاصل ہیں۔ وہ کسی اور بڑی سے بڑی ہستی کو بھی نصیب نہیں ہوئے آپ کا صحیفہ سیرت گونا گوں مکارم و محاسن دیکھا جائے وہ اس قدر روشن اور پر از کمالات نظر آتا ہے کہ اس کی کسی قدر توصیف و تعریف کے لئے بھی زبان قلم کو یارائے بیان و اظہار نہیں۔

جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کا دین اسلام کی اشاعت کے اندر بہت ہی بڑا کردار نظر آتا ہے۔ ایسے ہی ان کے اہل خانہ کا بھی اشاعت دین میں نمایاں خدمات نظر آتی ہیں۔ بالخصوص حضرت عاتکہ، حضرت زینب بنت مظعونؓ، ام حکیمؓ اور حضرت ام کلثوم بنت علی المرتضیؓ وغیرہ کی سیرت خواتین اسلام کے لئے عملی نمونہ ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی اولادیں بھی دین اسلام میں نمایاں شخصیت کی حامل رہی ہیں۔

## حواشی

[1] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ، ج3، ص288، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۲ء

[2] الطبقات: ۸/ ۲۶۵،

[3] کتاب الزھد، ص۱۴۸

[4] تاریخ طبریٰ: ۲/ ۵۷۵

[5] ابن کثیر، اَبی الفداء اسماعیل، الحافظ، البدایہ والنھایہ، ج7، ص145، دارالمعرفتہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

[6] ابن اثیر الجوزی، اسد الغابہ لابن اثیر الجوزی، ص۶۰۷، ج۵، تحت اماعیاش

[7] اسد الغابہ: ۵/ ۳۵۴

[8] شاعرات العرب، ص۲۳۵، ۲۳۴

[9] مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر ۱۱۳

[10] مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر ۷۸

[11] الطبقات: ۸/ ۲۶۵

[12] تذکار صحابیات، ص۳۴۹، ۳۴۸

[13] اسد الغابہ فی المعرفۃ الصحابۃ: ص۹۷۱

[14] ازواجِ مطہرات و صحابیات، انسائیکلوپیڈیا، ص۵٦٦

[15] ازواجِ مطہرات و صحابیات، انسائیکلوپیڈیا، ص۵٦۷

[16] الاصابہ، ص۵۶۷

[17] اسد الغابہ فی المعرفۃ والصحابۃ، ص۷۸۵

[18] موطا امام مالک: جلد اول، حدیث نمبر 1379

[19] تذکار صحابیات، ص۲۸۵

[20] تذکارِ صحابیات، ص۲۸۵

[21] اسد الغابہ فی المعرفۃ والصحابۃ:۸/۱۰۱۷

[22] اسد الغابہ والمعرفۃ والصحابۃ:۱۰۱۸

[23] اسد الغابہ والمعرفۃ والصحابۃ:۱۰۱۸

[24] اسد الغابہ والمعرفۃ والصحابۃ:۱۰۱۷

[25] اسد الغابہ والمعرفۃ والصحابۃ:۸/۱۰۱۷